رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ ط وَاللہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ الہام مسیح موعود

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر کے
کاروباری امور
متعلق خط و کتابت
بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ | ۱۴ / ۱۷ جون سنہ ۱۹۱۹ء | شنبہ / پنجشنبہ | مطابق ۱۴ / ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ | نمبر ۹۵-۹۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے بخیر و عافیت ہیں ؛

جناب حافظ روشن علی صاحب کا درس قرآن کریم روزانہ ہوتا ہے۔ آج (۱۵ جون) پندرہواں پارہ ختم ہو گیا ہے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب کا قاضی عبد اللہ صاحب کی بیماری کے متعلق تار آنے پر ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کی گئی۔ احباب بھی دعا فرماویں

سرحدی جنگ کی خدمات کے سلسلہ میں فی الحال پانچ نوجوان موٹر ڈرائیوری کے لئے منظور ہوئے ہیں جو کام سیکھنے کے بعد محاذ میں بھیجے جائینگے ؛

جناب قاضی عبد اللہ صاحب کی صحت کے لئے دُعا کی جائے

جناب مفتی محمد صادق صاحب کا لنڈن سے تاریخ کا دیا ہوا تار جو ۱۳ ماہ حال کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہونچا ہے۔ مظہر ہے کہ جناب قاضی عبد اللہ صاحب بی۔ اے بی ٹی سخت بیمار ہیں۔ احباب دُعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالے انہیں صحت بخشے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔ نیز جناب مفتی صاحب کو آنکھوں کی تکلیف ہے۔ ان کی صحت کے لئے بھی دُعا کی جائے۔

یہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے۔ اسمیں احباب اپنے ان مجاہد بھائیوں کی صحت اور عافیت کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں ؛

اخبار احمدیہ

بمبئی میں تبلیغ خان بہادر محمد علی صاحب جنکا ذکر پہلے کیا ہے۔ عاجز آپ کے پاس اکثر جاتا ہے۔ ایکبار جب کہ وہ اپنی دوکان پر بیٹھے اور بہت سے معزز لوگ ان کے یہاں جمع تھے۔ ان کو ایک کتاب دینے کے لئے میں نے کہا۔ تو انھوں نے ان سبھوں کے سامنے ہمارے سلسلہ کی بہت تعریف کی۔ اور کہا کہ یہی جماعت اسوقت اسلام کی خدمت کر رہی ہے یہاں بھی کر رہی ہے اور ولایت میں بھی کر رہی ہے۔ دیر تک سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ پھر انہوں نے کہا کہ اتوار کے روز آپ پھر ہمارے یہاں آیئے چنانچہ عاجز اتوار کی صبح کو پھر ان کے مکان پر جو کہ قلابہ میں اور دیکھی اپنی بہت شاندار کوٹھی ہے گیا ہمارے

ساتھ کری ابوبکر یوسف صاحب بھی تھے۔ ابوبکر یوسف صاحب نے کہا کہ ہم سے بھی ملاقات کرائیں۔ اسلئے میں ایسٹ دار کے روز ابوبکر صاحب کو بھی ساتھ لے گیا تھا۔ ان ان کے مکان پر بھی بوجہ ایسٹ دار کے شہر کے بہت سے معزز لوگ جمع تھے۔ ان لوگوں سے خان بہادر صاحب نے عاجز کا تعارف کرایا۔ میں اپنے ساتھ قرآن کا انگریزی پارہ اول لے گیا تھا۔ اس کو لوگوں نے بہت شوق اور تعجب سے دیکھا اور بہت تعریف کی۔ ترجمہ انگریزی اور ایک گجراتی کی کتاب خان بہادر صاحب نے رکھ لی۔

بوری قوم سے ایک شخص جن کا نام خان بہادر "ملک" ہے نے اپنی امامت کا الگ دعوے کیا ہے۔ یہ صاحب بمبئی میں نہیں رہتے۔ بمبئی میں انکا ایک جانشین ملا سعید رہتا ہے۔ ایک پادری کے ذریعہ انکے قیام کا پتہ معلوم ہوا۔ اس پادری سے ملا صاحب کی ملاقات بھی اسلئے میں اسکو ساتھ لے کر ملا صاحب سے ملنے کے لئے گیا۔ مینے انکے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے پیش کیا۔ اور کہا کہ اس زمانہ کا حقیقی امام یہی انسان ہے۔ اور اس کے سوا دنیا میں کوئی سچا امام نہیں۔ انہوں نے غور سے ہماری باتوں کو سنا پھر کہا۔ کہ جب تک ہمارے ملک صاحب اجازت دینگے۔ ہم کسی کو مان نہیں سکتے ہیں۔ ہمنے کہا کہ آپ نے اپنے پرانے امام کیوں اور کس کی اجازت سے چھوڑا اور اس نئے امام کو جن کا نام خان بہادر ملک ہے کسکی اجازت سے قبول کیا۔ اسپر کہنے لگے۔ کہ جب کسی عورت کا کسی کے ساتھ نکاح ہو جاتا ہے۔ تو پھر دوسری جگہ نہیں ہو سکتا۔ مینے کہا اگر نکاح ناجائز ہوتا ہے۔ تو دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ابھی آپنے خود ایک نکاح کو ناجائز ٹھہرا کر دوسرا نکاح کر لیا ہے۔ یعنی اپنی بوری قوم کے امام کی امامت کو ناجائز قرار دیکر بغیر اس کی اجازت کے دوسرا امام ملک صاحب کو مان لیا ہے۔ اسی طرح اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ امامت بھی ناجائز ہے اور یہی امامت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی ہے۔ تو پھر اس امام کے قبول کرنے میں آپ کو کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اسکو میں ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جائز امام اور برحق امام اس زمانہ کے حضرت احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں۔ چونکہ کوئی صاحب بلانے کے لئے آئے تھے اسلئے ملا صاحب نے کہا کہ اسوقت معاف کریں۔ اب میں باہر جاتا ہوں۔ مینے کہا۔ اچھا یہ رسالہ لیں۔ اس کا مطالعہ کریں۔ اسکے بعد پھر میں آپ سے ملوں گا۔ مینے ان کو ایک اُردو کا رسالہ "امام الزمان" پڑھنے کو دیا اور چلا آیا۔

انگریزی کی کتاب "کلیس اینڈ ٹیچنگ آف احمد" آج کل باری باری اکثر انگریزی پادری مطالعہ کر رہے ہیں۔ مسٹر فیسیم کے ذریعہ میں ان کو کتاب پڑھنے کے لئے بھیجتا ہوں۔ ایک نیا پادری آیا ہوا تھا مینے بہت کوشش کی۔ کہ وہ مباحثہ کرے۔ لیکن وہ راضی نہیں ہوا۔

سیٹھ حسن علی صاحب خوجہ جو کہ احمدی ہیں وہ اکثر آتے ہیں ایک خوجہ سے ملاقات کرانے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ ہم بغیر اپنے کسی عالم کے ملاقات نہیں کر سکتے۔ اور ہمارے عالم ابھی تیار نہیں ہیں ؛

گذشتہ ایسٹ دار کے لیکچر کا مضمون تھا کہ "آج دنیا میں ذریعہ نجات کیا ہے"۔ عاجز نے ثابت کیا نجات حاصل کرنے کا ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات مبارک ہے۔ لوگوں نے بہت دلچسپی سے سُنا۔ سامعین میں ہر قسم کے لوگ تھے۔ عیسائی مسلمان۔ مدرسہ کے طلباء۔ اور خوجے میمن وغیرہ سڑک پر کھڑے سننے والوں کی تعداد زیادہ تھی

ادنیٰ خادم

خلیل احمد از بمبئی۔

بیعت خلافت

سیدنا و مولانا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور والا گذارش ہے کہ بندہ اپنی غلط فہمیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے تا حال بزمرہ فہرست مبایعین میں نہیں رہا۔ اب اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں۔ اور نہایت ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ حضور للہ مجھ عاجز پر رحم فرماویں۔ اور بندہ کو اپنی بیعت میں قبول فرما کر سرفراز فرماویں۔ نیز عرض ہے۔ کہ مجھ عاجز کے حق میں دعا فرماویں۔ عبد الغنی مستری۔ محکمہ بار گماسٹری بمقام وانوں ساکن محلہ کشمیری سیالکوٹ۔

حج بدل

ایک صاحب نیابت حج چاہتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب نیابت سے حج کروانا چاہتے ہوں۔ تو اسبارہ میں دفتر امور عامہ سے خط و کتابت کی جاوے۔ ناظر امور عامہ قادیان۔

فتاویٰ احمدیہ

سوال اول :۔ کیا یہ جائز ہے کہ جس سے زمین گروی لی جائے اسی کو کاشت کے لئے دیجائے اور مقرر حصہ اس سے لیا جائے

سوال دوم :۔ کیا گرو رکھنے والے سے یہ معاہدہ جائز ہے کہ اتنے سال تک تم نے گرو نہ چھوڑانا ہوگا۔

جواب :۔ یہ جائز نہیں کہ جس سے زمین گروی لی ہو۔ اسی کو کاشت کے لئے دیجائے۔ اور اس سے حصہ مقرر لیا جاوے کیونکہ اسمیں سُود کا شبہ ہے۔ اسی طرح یہ شرط بھی ناجائز ہے کہ راہن اتنی مدت تک نہ چھوڑا سکے۔ کیونکہ رہن قرضہ کی ضمانت ہے۔ سو جب قرضہ پیش کیا جاوے تو رہن کو کسی صورت میں روکنا جائز نہیں ؛

سوال :۔ صدقۃ الفطر جس پر واجب ہو کیا وہ وہاں کے نرخ سے ادا کرے جہاں وہ رہتا ہے یا دار الخلافہ (قادیان) کے نرخ سے۔

جواب :۔ صدقۃ الفطر میں اجناس کا ادا کرنا ہے۔ نقدی تو اسلئے تجویز کی گئی ہے۔ کہ اس کا امام کے پاس جمع کرنا اور دُور سے بھیجنا آسان ہے۔ اسلئے جہاں وہ شخص ہے جسپر صدقۃ الفطر واجب ہوا ہے۔ وہاں کے نرخ کے اعتبار سے نقدی قادیان میں بھیجے۔ کیونکہ اس کا کھانا پینا بھی وہاں سے ہے۔ تو صدقۃ الفطر بھی وہیں سے ادا کرنا چاہیئے۔

المفتی حافظ روشن علی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۳- جون ۱۹۱۹ء

ایک جلسہ دعوت
میں
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

۱۳- مئی بعد نماز مغرب بورڈران تعلیم الاسلام ہائی سکول نے بورڈنگ ہوس کے ڈائننگ ہال میں جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب کی آمد کی خوشی میں ایک پر تکلف دعوت دی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بہت سے اصحاب مدعو تھے۔ کھانے کے بعد ایک طالب علم نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور ایک نے نظم پڑھی پھر سکول کو کالج بنائے جانے کے لئے اپیل پڑھی گئی۔ اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ صاحب بورڈنگ ہوس نے مختصر سی تقریر میں طلباء کی طرف سے جناب سید صاحب موصوف کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سے درخواست کی کہ حضور ہمارے سکول کے طلباء کے لئے دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ انھیں بھی سید صاحب جیسا عالم بنائے۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جو تقریر فرمائی وہ درج ذیل ہے:-

"ایسے موقعوں پر جیسا کہ آج کا موقع ہے لوگوں میں یہ طریق نہیں ہے۔ کہ صدر جلسہ کوئی تقریر کرے۔ یا ان غلطیوں اور فروگذاشتوں کی تصحیح کرے جو ایسے موقع پر بولنے والوں سے سرزد ہوتی ہوں۔ لیکن ہمارے ہاں یہی سنت ہے کہ صدر تقریر کرے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ضرور تقریر کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ شاید تم کو امید نہ ہو کہ میں کچھ کہونگا۔ لیکن میں آجکل کے پریزیڈنٹوں کی طرح کاٹھ کا الو بننا پسند نہیں کرتا۔ تو چونکہ ایسے موقعہ پر بولنا پہلے سے سنت چلی آتی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اسی میں فائدہ ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ میں اس طریق کو اختیار کروں جو یورپ میں جاری ہے۔ اور جس کی اس ملک میں تقلید کی جاتی ہے۔ اسی سنت پر عمل کرتا ہوں۔ جو ہم میں جاری ہے۔

تلاوت قرآن کریم کے متعلق نصیحت

سب سے پہلے تلاوت کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ افسوس ہے۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے لڑکوں کی طرف سے اس تقریب پر جو تلاوت کی گئی ہے وہ قرآن کو دیکھ کر کی گئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو امی تھے۔ اس لئے کبھی آپ نے دیکھ کر قرآن کریم نہیں پڑھا لیکن نماز میں قرآن کریم زبانی ہی پڑھا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ نماز پڑھتے وقت قرآن کھول کر سامنے رکھ لیا جائے۔ اور کوئی لمبی سورۃ پڑھنی شروع کر دی جائے کیونکہ کوئی ضرورت نہیں۔ کہ ہم قرآن کریم کا کوئی خاص حصہ کسی خاص موقعہ پر تلاوت کرنے کے لئے چنیں۔ جبکہ اس کا ہر ایک حصہ ایک ہی جیسا بابرکت اور مفید ہے۔ پس اگر کوئی تلاوت کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ اور اسے کوئی لمبی سورت یا قرآن کریم کا کوئی اور حصہ یاد نہیں ہے۔ تو وہ سورۃ اخلاص ہی سنا دے۔ اس کا زبانی سنانا اس سے بہتر ہے کہ دیکھ کر ایک سیپارہ سنایا جائے۔ تم خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ خدا نے جو شریعت ہمیں دی ہے وہ ایسی آسان اور مختصر ہے کہ اس پر عمل کرنے کے لئے جن باتوں کے یاد کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ بآسانی یاد کی جاسکتی ہیں۔ اور یہ اس شریعت کی ایسی خصوصیت ہے جو دنیا کی کسی اور شریعت میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ دیکھو قرآن کریم جہاں تمام دنیا کی کتابوں سے زیادہ مکمل ہے۔ وہاں سب سے چھوٹا بھی ہے۔ میں نے سارا قرآن دو ورق پر لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اور اس سے بھی کم جگہ پر لکھا ہوا سنا ہے۔ اس کے مقابلہ میں انجیل کیا ہے۔ چند مثالیں اور کہانیاں ہیں۔ لیکن وہ بھی حجم میں قرآن سے بڑی ہے۔ اور بائیبل جو اصل کتاب ہے۔ وہ تو بہت ہی بڑی ہے۔ اور اس میں ایسے رنگ میں ایک ہی قسم کی باتوں کو بار بار دوہرایا گیا ہے۔ کہ اسے یا تو وہی پڑھ سکتا ہے جسے اس کا امتحان دینا ہو۔ یا وہ جو مذہبی طور پر اس کے پڑھنے کے لئے مجبور ہو یا وہ جو عیسائیت کے متعلق لکھنے یا بولنے والا ہو ورنہ اس کے پڑھنے پر طبیعت ہی نہیں لگتی۔ لیکن ہمیں جو کتاب ملی ہے۔ وہ ایسی مختصر اور عمدہ ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ حصہ یاد کر لینا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ اصل تو خدا تعالیٰ جن کو توفیق دے وہ سارا ہی قرآن یاد کرنے کی کوشش کریں۔ مگر چونکہ قرآن کو مختلف حصوں میں بھی تقسیم کر دیا گیا ہے اس لئے معمولی حافظہ والا بھی کچھ نہ کچھ یاد کر سکتا ہے چنانچہ بعض سورتیں اتنی چھوٹی اور مختصر ہیں کہ جو نہایت آسانی سے یاد کی جاسکتی ہیں۔ پس اس بات کو یاد رکھو کہ جب کبھی تمہیں کسی تقریب پر تلاوت کا موقعہ ملے تو اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تم قرآن کھول کر کوئی بڑا رکوع سنانا شروع کر دو۔ بلکہ جو حصہ تمہیں یاد ہو وہی سناؤ۔ اور اگر سورہ اخلاص یاد ہے۔ تو اسی کے پڑھنے سے شرم نہ کرو۔ اور اگر سورہ کوثر یاد ہے۔ تو وہی پڑھ کے سنا دو۔

کیونکہ قرآن کریم کا کوئی حصہ چھوٹا نہیں۔ بلکہ ہر ایک ہی حصہ بڑا اور متبرک ہے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کا جتنا حصہ سناؤ وہ ایسا صحت کے ساتھ ادا ہونا چاہئے۔ کہ مجالس میں سنا سکو۔ عموماً دیکھا گیا ہے۔ کہ ہمارے بچے عربی الفاظ کو صحت کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ عربوں کی طرح اور انہیں کے لہجے میں الفاظ ادا کئے جاویں۔ بعض حروف تو ایسے ہیں کہ ان کو اس ملک کے علماء بھی عربوں کی طرح ادا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ عرب کی تعریف ہی یہ کیجاتی ہے کہ ض بول سکے۔ پس جو ض صحیح طور پر بول سکے۔ وہ عرب ہوتا ہے۔ تو تمہارا اس طرح حروف کا ادا کرنا مشکل ہے۔ مگر پھر بھی تمہیں کوشش کرنا چاہئے کہ صحیح تلفظ ادا کر سکو۔ اور عربی لہجہ سے مشابہت پیدا کرو۔ ہمارے شیخ عبدالرحمٰن صاحب ق کو ک بولتے ہیں۔ مگر وہ معذور ہیں۔ کیونکہ بڑی عمر میں ہندو سے مسلمان ہوئے ہیں۔ مگر پھر بھی بہت لوگوں سے اچھا پڑھتے ہیں افسوس ہے۔ کہ جو لوگ دوسرے مذاہب سے آتیں۔ وہ تو عربی الفاظ کا ادا کرنا سیکھ لیں مگر وہ بچے جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوں۔ اور تعلیم الاسلام سکول میں پڑھیں وہ نہ پڑھ سکیں۔ پس میں ذمہ دار لوگوں کو ہدایت کرتا ہوں۔ کہ طلباء کو صحیح الفاظ پڑھنے سکھائیں۔ اور طلباء صحیح پڑھنے کی کوشش کریں۔

نظم خوانی کے متعلق نصیحت

اس کے بعد نظم کے متعلق میں نصیحت کرنا چاہتا ہوں نظمیں عام طور پر پڑھی جاتی ہیں۔ میں بھی نظم کو بہت پسند کرتا ہوں۔ اور خود شاعر ہوں۔ مگر اب نہ صرف کوئی شعر کہتا ہی نہیں بلکہ کہہ ہی نہیں سکتا پہلے تو یہ حالت تھی۔ کہ ایک دفعہ عصر سے لیکر مغرب تک سو شعر کہہ لئے تھے۔ لیکن اب اگر کبھی ایک مصرعہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ تو دوسرا بننا مشکل ہو جاتا ہے۔ جس سے میں نے سمجھ لیا ہے۔ کہ اس طرف سے میری طبیعت ہٹ گئی ہے۔ لیکن اس سے پسندیدگی کے مادہ میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ تو میں خود شاعر ہوں یا شاعر تھا شعروں کو پسند کرتا ہوں۔ اور مجھے رویاء میں بتایا گیا ہے۔ کہ قوم کی زندگی کی علامتوں میں سے ایک علامت شعر گوئی بھی ہے۔ اور میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم شعر کہا کرو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سالانہ جلسہ پر نظمیں پڑھنے کے لئے بھی وقت رکھا جاتا ہے تو میں نظم کو پسند کرتا ہوں۔ شعر کہتا رہا ہوں۔ اور رویا میں مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ اپنی جماعت کے لوگوں کو شعر کہنے کی تحریک کروں مگر ان ہی باتوں کی وجہ سے مجھے یہ بات سخت ناپسند ہے۔ کہ اشعار ایسے طرز سے پڑھے جائیں۔ کہ زبان خراب ہو۔ ہمیں اس بات کے لئے بڑی غیرت رکھنا چاہئے کہ ہماری ملکی زبان خراب ہو۔ اب تو یہ بات کم ہوتی جاتی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ پہلے یہ حالت تھی کہ تعلیمیافتہ لوگ اردو بولتے ہوئے بہت کثرت سے انگریزی الفاظ بولتے تھے۔ مثلاً کہتے ہمارے فادر اِن لا آئے ہیں۔ یا یہ کہ ہماری مدر اِن لا پڑی ہیں۔ یہ ایک بڑی بات تھی۔ جو عام طور پر پھیلی ہوئی تھی۔ اور اسکی وجہ یہ ہوئی۔ کہ چونکہ لوگوں کو اپنی زبان سے محبت نہیں رہی۔ اس لئے وہ اسے نہیں بولتے۔ اور دوسری زبان کے الفاظ عام طور پر بولتے ہیں۔ گو یہ مرض اب کم ہوتا جاتا ہے مگر ابھی ہے۔ اسی لئے اردو میں اعلیٰ مضامین لکھنے والے بہت کم ہوتے جاتے ہیں علاوہ ازیں عام لوگ جیسے سید [illegible] بیرسٹر ہیں۔ اور وہ جو ان کے لیڈر کہلاتے ہیں۔ ان کی باتوں کا اثر کیوں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ ان میں ایسے لوگ نہیں ہیں۔ جو زبان کے ذریعہ ان پر قابو پا سکیں۔ اور انہیں اپنے قبضہ اور اقتدار میں رکھ سکیں۔ اور یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک اپنی زبان سے خاص محبت اور الفت نہ پیدا ہو۔ اور اس کو محنت اور کوشش سے نہ سیکھا جائے۔ اب تو جو شخص ہندوستان میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میں اردو جانتا ہوں یہ تو ہماری مادری زبان ہے۔ حالانکہ کوئی زبان صحیح طور پر بغیر سیکھے نہیں آ سکتی۔ ولایت میں ایک مشہور ناول نویس ہے۔ اور ناول نویسی کی وجہ سے ہی اسے سر کا خطاب ملا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ ایک کتاب کو میں نے اتنا پڑھا اتنا پڑھا کہ باوجود اس کے کہ میں بہت احتیاط سے رکھتا تھا۔ پھر بھی جہاں میں انگوٹھا رکھ کر پڑھا کرتا تھا۔ وہاں سے گھس کر بالکل پھٹ گئی۔ اس پر بھی میں اسے پڑھتا ہی رہا کہ ایک دن جبکہ میں دریا کے کنارے بیٹھا پڑھ رہا تھا میرے ہاتھ سے گر کر دریا میں جا پڑی اور ضائع ہو گئی۔

تو چونکہ کوئی زبان صحیح طور پر بغیر سیکھے نہیں آ سکتی۔ اس لئے تمہارا بھی فرض ہے۔ کہ اردو سیکھنے کے لئے خاص کوشش کرو۔ اور عربی و انگریزی جن کا سیکھنا ضروری ہے۔ ان کے ساتھ ہی اردو بھی سیکھو۔ کیونکہ جب تک کسی زبان پر قبضہ اور قدرت حاصل نہ ہو۔ اس وقت تک انسان دوسرے پر اثر نہیں ڈال سکتا۔ اور زبان پر قبضہ حاصل ہونا گویا جادو ہاتھ آنا ہوتا ہے۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں مخالفین جب کوئی جواب نہ رکھتے۔ اور آپ کے دلائل کی تردید بھی نہ کر سکتے۔ تو کہتے کہ ان کی زبان میں جادو ہے۔ واقعہ میں انبیاء کو جو زبان دیجاتی ہے۔ وہ خاص اور معجزہ کے طور پر ہوتی ہے۔ تو تمہارے لئے اردو کا سیکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ اکثر لوگ اردو لکھنے اور بولنے میں بہت غلطیاں کرتے ہیں۔ جس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ وہ کہتے

آتیا۔ ہم اردو جانتے ہیں حالانکہ وہ نہیں جانتے اور انہیں سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس تم اس کو پوری کوشش کے ساتھ سیکھو۔ کیونکہ جب تک تمہیں اس پر قبضہ نہ حاصل ہوگا اس وقت تک اپنے ملک کے لوگوں پر تم اثر نہیں ڈال سکتے۔ اور اپنے دلائل سے انہیں موثر نہیں کر سکتے۔ چونکہ الفاظ سے بڑھ کر اور کسی چیز حتیٰ کہ تلوار کا بھی اثر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اگر الفاظ اچھے اور موزون ہوں تو دل میں گڑ جاتے ہیں۔ اور اگر کرخت اور بے ترتیب ہوں۔ تو نہ کوئی انہیں سننا پسند کرتا ہے۔ اور نہ ان کا کچھ اثر ہوتا ہے اس لئے زبان کا سیکھنا بہت ضروری ہے۔ ہمارے بچوں کو اس کے لئے خاص کوشش کرنی چاہیئے۔

کالج کے متعلق اپیل کا جواب

اب رہی اپیل کہ سکول کو کالج بنا دیا جائے میں ان جذبات کو قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ جو بچوں نے اپنی آئندہ تعلیم کے متعلق ظاہر کئے ہیں۔ کہ وہ کبھی سلسلہ کے انتظام کے ماتحت ہی ہو۔ مگر جب اللہ تعالیٰ چاہیگا۔ اس کا موقعہ آجائیگا اس میں شک نہیں کہ مومن جس کام کو ہاتھ ڈالتا ہے۔ وہ اگر خدا کی منشاء کے ماتحت ہو تو ہو جاتا ہے۔ مگر ہمیں یہ نہیں چاہیئے کہ خدا کا امتحان کریں پھر جن لوگوں کے سپرد کام ہیں۔ انکو خود اس قسم کی باتوں کا بہت خیال ہے۔ اور ایسی ضروریات سے واقف ہیں۔ مگر ہر ایک کام کے لئے وقت ہوتا ہے جب وہ وقت آجائے۔ تو سامان خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ دیکھو ایک وقت تو ہماری جماعت پر وہ تھا کہ ایک شخص جو ابھی داخل ہوا تھا آیا۔ اور اس نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سرسید اور مرزا صاحب میں کیا فرق ہے حضرت مولوی صاحب فرماتے تھے میں نے اسے کہا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو جماعتیں قائم ہوتی ہیں۔ ان کی یہ علامت ہوتی ہے کہ اول اول ان میں بڑے لوگ داخل نہیں ہوتے۔ اب دیکھو حضرت مرزا صاحب نے جو جماعت قائم کی ہے۔ اس میں بڑے لوگ نہیں ہیں۔ مگر سرسید کے ساتھ بڑے بڑے نواب رئیس اور جاگیردار شامل ہو گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ سرسید کو جو کامیابی ہوئی تو دنیوی اسباب کی وجہ سے ہوئی۔ لیکن حضرت صاحب کو جو ترقی ہو رہی ہے وہ خدائی سامانوں کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ تو اس وقت ہماری جماعت کی یہ حالت تھی پھر حضرت خلیفۃ المسیح کے زمانہ میں دو ایسے آدمی داخل سلسلہ ہوتے۔ جو دنیاوی لحاظ سے اچھی حیثیت رکھتے تھے۔ اور اب تھوڑے ہی عرصہ میں پندرہ کے قریب ایسے شخص داخل ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ایک وقت تھا کہ اگر کوئی ایک سو روپیہ چندہ دیتا۔ تو بڑا امیر سمجھا جاتا۔ پھر وہ زمانہ آیا کہ ایک شخص نے پانچہزار روپیہ چندہ دیا۔ اور اب یہ پہلا سال ہے کہ ۱۵ ہزار روپیہ ایک شخص نے دیا ہے اس تھوڑے سے عرصہ میں باحیثیت اور باثر لوگوں کا جماعت میں داخل ہونا۔ دراصل میرے ایک رویاء کی تعبیر ہے۔ جو میں نے مولوی سید سرور شاہ صاحب کو سنایا تھا۔ میں نے ایک لمبی دعا کی تھی۔ جس میں یہ بھی کہا تھا متیٰ نصر اللہ۔ اسپر مجھے چودھری نصر اللہ خاں صاحب دکھلائے گئے۔ اسی میں میں نے یہ دعا بھی کی تھی کہ ہمارے سلسلہ میں امراء داخل نہیں ہیں۔ الٰہی ان کے دلوں کو کھول دے اور انہیں حق کے قبول کرنے کی توفیق بخش۔ اس کے بعد جلد ہی کئی اصحاب داخل ہوئے اور حال ہی میں ایک خانبہادر اور آنریری مجسٹریٹ نے بیعت کی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارا سلسلہ خدا کے فضل سے دن بدن بڑھ رہا۔ اور ہر طرح سے اس میں ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن پھر بھی ابھی تا حال اسی بات کی ضرورت ہے۔ کہ لوگوں کے دلوں میں حق اور صداقت کی عمارتیں کھڑی کریں اور اینٹوں کی عمارتیں جن کا کالج کے لئے ہونا ضروری ہے۔ ان کو ابھی رہنے دیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہم ایسی عمارتوں کے لئے اگر روپیہ جمع کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ مگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس وقت جس قدر بھی روپیہ جمع ہو سکے اسے دلوں میں عمارتیں بنانے پر خرچ کیا جائے۔ نہ کہ اینٹوں اور پتھروں کی عمارتوں پر لگایا جائے۔ عمارتیں بنانے کے متعلق حضرت مسیح موعود کا بھی یہی عمل تھا۔ چنانچہ یہاں عمارتیں بنانے کے لئے جب آپ سے کہا گیا۔ کہ آپ چندہ کے لئے تحریک کریں یا وفد بھیجنے کی اجازت دیں۔ تو آپ نے ناپسند کیا۔ پھر وفد کے مجوزین نے میرے ساتھ بھیجنے کے لئے کہا۔ مگر آپ نے مجھے بھی نہ بھیجا اس پر بھی وہ باز نہ آئے۔ اور آپ کو یہ کہہ کر وفد لے گئے کہ ہم اصل میں لنگر وغیرہ مدات کیلئے چندہ جمع کرنے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق تحریک کرنے کے بعد عمارت کے لئے کہہ دیا کریں گے۔ مگر جب وفد واپس آیا۔ تو معلوم ہوا کہ جن اصل اغراض کو پیش کر کے انھوں نے وفد کی اجازت لی تھی ان کے لئے تو بہت تھوڑا روپیہ لائے۔ اور جس کے متعلق کہتے تھے کہ اس کے لئے ضمنی طور پر تحریک کر دیا کریں گے۔ اس کے لئے کئی ہزار لائے۔ میرے خیال میں یہی وجہ ہوئی۔ کہ اس روپیہ کو جس کام میں انھوں نے خرچ کیا۔ وہ ان کے لئے بابرکت نہ ہوا۔ البتہ ہمارے لئے بابرکت ہو گیا۔ چونکہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کی مرضی کے خلاف کیا تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے جہاں وہ روپیہ خرچ ہوا۔ وہاں سے انہیں نکال باہر کر دیا۔ لیکن چونکہ وہ جماعت کا روپیہ تھا اس لئے ضائع نہ گیا۔ بلکہ ہمارے کام آکر بابرکت ہو گیا۔

تو جو تحریک اس وقت کی گئی ہے۔ اس قسم کی تحریکیں اپنے وقت کو چاہتی ہیں۔ اور جب وقت آگیا اس وقت سب کچھ ہو جائیگا۔ فی الحال جو کچھ کیا گیا ہے۔ اسی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے عربی میں مثل ہے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کہ اگر ساری چیز نہ ملے تو ساری چھوڑ بھی نہیں دینی چاہیئے۔ یعنی جتنی ملے اتنی لینی چاہیئے۔ ہم نے اس وقت اپنی جماعت کے ان بچوں کی نگہداشت کے لئے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بہت سا خرچ برداشت کر کے لاہور میں ایک ہوسٹل کھولا ہوا ہے۔ مگر افسوس اس کے چلنے میں اگر روک ہوتے ہیں تو وہی لڑکے جو یہاں سے پڑھ کے گئے ہیں اپنے کالج کے متعلق تمہاری خواہش بھی تمہارے جذبات قابل تعریف۔ تمہاری آرزو لائق ستائش ہے مگر میں کہتا ہوں جو کچھ تمہیں فی الحال دیا گیا ہے اسی کی قدر کرنا تمہارا فرض ہے۔ اور جب ہم دیکھیں گے۔ کہ تم اس سے فائدہ اٹھا رہے ہو۔ تو اس سے زیادہ کا انتظام کر دیں گے۔ لیکن اگر تمہاری طرف سے روکیں ڈالی جائیں۔ اور تم اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو تو پھر تم ہی بتاؤ تمہاری کالج کی تحریک پر کیونکر توجہ کی جا سکتی ہے۔ ہاں اگر تم پوری سعی اور کوشش کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھاؤ اور یہ ثابت کر دو کہ اس انتظام کی تم نے قدر کی ہے۔ تو پھر اس سے آگے بڑھانے کے لئے تمہارے لیڈروں اور اپیلوں کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ خود پکڑ کر ہم سے تمہارے لئے انتظام کرا دے گا۔

سید ولی اللہ شاہ صاحب کی آمد

اب رہی میرے عزیز سید ولی اللہ شاہ صاحب کی آمد پر خوشی۔ بیشک تمہیں ان کے آنے پر خوشی ہوتی ہے۔ مگر تمہیں اس قدر خوشی ہو ہی نہیں سکتی۔ جتنی مجھے ہے۔ لیکن تمہارا صرف خوشی کا اظہار کرنا کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔ جب تک تم اس سے سبق نہ حاصل کرو۔ میں پوچھتا ہوں تمہیں ان کے آنے پر خوشی کیوں ہوئی۔ ان کے علاوہ ہماری ہی جماعت کے اور کئی ایسے لوگ ہیں جو مدتوں کے بعد واپس آئے ہیں۔ اور پھر ایسے بھی ہیں۔ جو دوسرے ممالک میں مارے گئے ہیں۔ تم نے کیوں مرنے والوں کی جدائی کو محسوس نہیں کیا۔ اور آنے والوں کی آمد پر خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ وہ احمدی بھی ہیں۔ ان میں سید بھی ہیں۔ ہمارے مدرسہ کے طالب علم بھی ہیں غرضکہ جتنی باتیں سید ولی اللہ شاہ میں پائی جاتی ہیں۔ وہ فرداً فرداً ان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ پھر ان کے آنے پر تمہیں کیوں خوشی نہ ہوئی اگر کہو ان کا آنا ہمیں معلوم نہیں تھا۔ تو میں ابھی ان کے نام بتائے دیتا ہوں۔ مگر ان کو سنکر بھی تمہیں خوشی نہیں ہوگی۔ جتنی سید ولی اللہ شاہ کے آنے پر ہوئی ہے۔ اصل باعث تمہاری خوشی کا یہ ہے۔ کہ تم نے خیال کیا ہے۔ کہ ان کے ذریعہ ہمارے سلسلہ کو فائدہ پہنچیگا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تمہارا یہ خیال پورا ہوگا یا نہیں۔ اور ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اسے پورا کرے لیکن تم نے اس امیدانہ خیال پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ کہ یہ سلسلہ کے خادم ہونگے۔ انہوں نے جو کچھ سیکھا ہے وہ تمہاری اور تمہارے بھائیوں کی ترقی کے لئے خرچ کریں گے۔ اور ان کے ذریعہ ایسے لوگ حق کو قبول کریں گے جنہوں نے ابھی تک قبول نہیں کیا۔ چونکہ تمہیں ان سے یہ امیدیں ہیں اس لئے انکی آمد تمہارے لئے خوشی اور مسرت کا باعث ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے یہ امیدیں پوری ہونگی یا نہ اور اسی کو معلوم ہے۔ کہ ان کی کتنی زندگی ہے۔ پھر ہمیں معلوم نہیں ان کے متعلق الٰہی منشا کیا ہے۔ یہ آئندہ ان اصول کو تسلیم کریں گے یا نہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کی ترقی کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ چونکہ یہ سب غیب کی باتیں ہیں۔ اس لئے تمہاری خوشی کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ محض وہم اور خیال کی بنا پر ہے حقیقت پر نہیں۔ اب تم سے میرا سوال ہے کہ اگر اس سے بڑھ کر تمہارے لئے خوشی کا سامان پیدا ہو سکے۔ تو کیا اس کے لئے تم کوشش اور سعی کرنے کے لئے تیار ہو یا نہیں۔ دیکھو جبکہ تمہیں ایک دوسرے شخص کے متعلق صرف امید اور خیال کی بنا پر اس قدر خوشی ہو سکتی ہے۔ تو اگر وہی بات فی الواقعہ تم میں پائی جاوے۔ تو تمہیں کس قدر خوشی ہوگی۔ سید ولی اللہ شاہ تم سب کے رشتہ دار نہیں۔ اور بہت سوں کے تو واقف بھی نہیں۔ مگر ان کے آنے پر تم خوش ہو رہے ہو۔ اور محض ایک امید موہوم کی بنا پر خوش ہو رہے ہو۔ لیکن اگر وہ بات جس کی تم نے ان کے متعلق امید باندھی ہے۔ تم میں واقعی طور پر پائی جائے۔ تو بتلاؤ پھر تمہارے لئے کس قدر خوش ہونیکا موقعہ ہوگا۔ تم یہ مت خیال کرو۔ کہ تم میں وہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔ دیکھو سید ولی اللہ شاہ اسی طرح پیدا نہیں ہوئے تھے۔ جس طرح کہ اب تمہیں معلوم ہو رہے ہیں۔ ابھی مجھے ان کے متعلق ایک واقعہ یاد آگیا ہے۔ ہم چھوٹے چھوٹے اکٹھے کھیلا کرتے تھے۔ میرے پاس چھوٹی سی بندوق تھی جو چودہ آنہ کو آئی تھی اس کے لینے کے لئے یہ میرے پیچھے پڑ گئے اور جب میں نے انہیں دی۔ تو اس قدر خوش ہوئے کہ شاید اتنی خوشی انہیں اب علم پڑھ کے آنے پر بھی نہ ہوئی ہوگی۔ تو یہ پیدا ہی ایسے نہ ہوئے تھے تمہاری طرح ہی کے تھے۔ اور تم میں سے ہی تھے۔ لیکن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے باہر گئے۔ کوشش کی تو کرم منظم ہو گئے۔ اب اگر تم بھی کوشش کرو تو تم علم حاصل کر سکتے ہو۔ تمہارے سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کہا ہے۔ کہ میں تمہارے لئے دعا کروں کہ تم سید ولی اللہ شاہ جیسے

ہو جاؤ۔ لیکن میرے خیال میں نبی کے سوا کسی کی مشابہت حاصل کرنے کی دعا کرنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ جس کی مشابہت کے لئے دعا کی جائیگی۔ اس کا اندرونہ کیسا ہے۔ علاوہ ازیں میں تو حضرت ابوبکرؓ اور سید عبدالقادر جیلانی ایسے بزرگوں کی مشابہت کے لئے دعا کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ان کو جو کچھ دیا ہے اس سے بڑھ کر دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ دیا۔ جو اس امت میں اور کسی کو نہیں دیا گیا۔ پس جب خدا تعالیٰ اب بھی روحانیت کے اعلیٰ سے اعلےٰ مدارج عطا کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔ تو پھر کسی ایسے شخص سے جو نبی نہ ہو مشابہت کی دعا کرنے والے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی فقیر کو ایک ڈپٹی نے پیسہ دیا۔ تو اس نے اس کے لئے دعا کی کہ خدا تمھیں تھانیدار بنا دے حالانکہ یہ اس کے لئے دعا نہ تھی۔ بلکہ بد دعا تھی کہ ڈپٹی سے تنزل ہو کر تھانیدار رہ جائے۔ پس کسی کے لئے ہم یہ کیوں کہیں کہ خدا اسے ولی اللہ شاہ کی طرح بنا دے کیا خدا اس سے بڑھ کر نہیں بنا سکتا یا نہیں بناتا۔ اگر بناتا ہے۔ تو پھر ہم اس کے فضل کو محدود کیوں کریں۔ سچ ہے میں ان بچوں کے لئے دعا تو کرونگا۔ مگر یہ نہیں کہ انھیں سید ولی اللہ شاہ جیسا بنا دے۔ بلکہ یہ کہ اس امت کے لوگوں کے لئے جس قدر درجے ملنے ممکن ہیں وہ دے۔ انہیں درجوں کے نام لیکر دعا کرنے کی نہ تو ضرورت ہے۔ اور نہ ہم یہ جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو کس قدر درجے دے سکتا ہے۔ دیکھو حضرت مسیح موعود ۳۰ سال اپنے درجے کے متعلق لوگوں کو سمجھاتے رہے ہیں۔ لیکن اخیر میں لکھا کہ تم سمجھ ہی نہیں سکتے۔ کہ خدا کے نزدیک میرا کیا درجہ ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے۔ کہ جو بھی تعریفی کلمات میرے متعلق کہے جائیں۔ وہ سچ ہیں۔ جھوٹ نہیں ہو سکتے۔ پس جب اس امت کے لئے ایسے ایسے مدارج کا رستہ کھلا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ کسی سے نسبت دیکر ہم دعا کریں۔ بلکہ یہی یہ دعا کرنا چاہئے۔ کہ جس قدر بھی درجات حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ حاصل ہوں۔

سید ولی اللہ شاہ صاحب کیلئے دعا

اس موقعہ پر صرف لڑکوں کے لئے دعا کرنے کی تحریک کی گئی ہے۔ لیکن میرے نزدیک سید ولی اللہ شاہ کے لئے یہ دعا کرنا بہت ضروری ہے۔ کہ یہ جو علم حاصل کر کے آئے ہیں۔ انھیں اس سے فائدہ اٹھانے کی خدا تعالیٰ توفیق دے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بہت کچھ پڑھ کے آئے ہیں۔ لیکن کبھی ہی العلم حجاب الاکبر بعض اوقات علم بہت بڑا حجاب بھی ہو جاتا ہے۔ تو ان کے لئے دعا کرنا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ ممکن ہے کہ انکے دل میں ایسے خیالات پیدا ہو جائیں جو نادرست ہوں پس جہاں انکو یہ موقع ملا ہے کہ خدا تعالیٰ انھیں دنیا کا علم دیکر دنیا کو ان سے فائدہ پہنچاوے وہاں یہ ضرورت ہے کہ انھیں علم سے کام لینے کی توفیق بخشے کیونکہ یہ ایسے نازک مقام پر کھڑے ہیں۔ کہ جہاں سے شیطان بآسانی پھسلا سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ انھوں نے بہت کچھ سیکھا اور بہت کچھ پڑھا ہے۔ مگر اس سے انھیں اسی وقت تک فائدہ ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے ماتحت رہکر کام کریں۔ اور اگر اس سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ تو اس سے کام نہیں تو ان کے لئے بھی موت ہوگی۔ اور جو ان سے متاثر ہونگے ان کے لئے بھی۔ اس لئے ہم سب کو دعا کرنی چاہیے۔ کہ خدا تعالیٰ انھیں توفیق دے۔ کہ انھوں نے جو کچھ سیکھا ہے اسے خدا کی منشاء اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے مطابق خرچ کریں۔ میں ان کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ تم صرف ان کے علم سیکھنے پر خوشی کا اظہار کرنا کافی نہ سمجھو بلکہ خود بھی علم سیکھنے کی کوشش کرو

کھلی چٹھی

بنام

جناب مولٰنا عبدالماجد صاحب مدیر رسالہ شمس العلوم بدایوں

جناب نے اپنی کتاب خلاصۃ العقائد کے چوتھے باب صفحہ ۳۶ پر جو ایک نوٹ بعنوان "مرزا جی کا دعوے نبوت" لکھا ہے۔ جس میں حضرت اقدس سیدنا جری اللہ فی حلل الانبیاء المسیح الموعود والامام المہدی بروز المصطفی مقتدانا غلام احمد القادیانی صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبنا محمد وعلیہ وآلہما وسلم کے متعلق جہاں بعض باتیں آپ نے تحریر فرمائی ہیں۔ وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ

"۱۳۲۵ ہجری میں لاہور میں مرض اسہال میں مبتلا ہو کر اپنے سفر کو پہنچے"

اس کے متعلق میں نہایت سادہ طریقے پر جناب سے مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ یہ خبر آپ کو کہاں سے ملی ہے۔ اور کیونکر آپ نے اس پر اعتبار کیا۔ اور وہ کیا وجوہ تھے جن کی بنا پر آپ نے اس خبر کو قابل وثوق یقین فرما کر خلاصۃ العقائد میں شائع فرمایا ہے۔ اگر آپ نے کسی اخبار سے نقل کیا ہے۔ تو وہ پرچہ اخبار میرے پاس ارسال فرمائیں۔ آپ فرمائینگے تو میں بعد احتیاط کے ساتھ آپ کا مرسلہ پرچہ واپس کرونگا۔ اور اگر آپ یہ پرچہ نہیں بھیج سکتے تو اس پرچہ اخبار کا حوالہ جس میں واضح طور پر مقام اشاعت نام اڈیٹر تاریخ اشاعت نمبر صفحہ و کالم درج ہو اپنی قلم سے لکھکر میرے پاس بصیغہ رجسٹری روانہ فرما دیں بہرحال میرے مطالبہ کا جواب دینا آپکا فرض ہے

خادم المسلمین ابو محمد محفوظ الحق علمی

از قادیان - دارالامان - ۲۹ - مئی ۱۹۱۶ء

محمد اسمٰعیل البخاری

میرے ایک احمدی دوست نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ کہ اخبار اہلحدیث امرتسر میں ایک اعتراض یہ بھی چھپا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بعض مقامات میں امام بخاری کو محمد اسمٰعیل البخاری لکھا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام بخاری کا اصل نام محمد بن اسمٰعیل البخاری ہے محمد بن اسمٰعیل البخاری کی بجائے ان کو محمد اسمٰعیل البخاری لکھنا مرزا صاحب کی ناواقفی کی دلیل ہے۔ گویا کہ مرزا صاحب کو امام بخاری کا صحیح نام بھی معلوم نہ تھا۔ جبھی تو محمد بن اسمٰعیل البخاری کی بجائے امام بخاری کو محمد اسمٰعیل البخاری لکھا۔

یہ اعتراض میں نے اس سے پیشتر بھی سنا ہے۔ لیکن اس اعتراض کے دو جزو ہیں دو غلط ہیں نہ یہ جزو صحیح ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ امام بخاری کے اصل نام سے ناواقف تھے اور نہ یہ جزو کہ محمد بن اسمٰعیل البخاری کو محمد اسمٰعیل البخاری لکھنا غلط ہے۔

امر اول کے ثبوت میں الحق مباحثہ لدھیانہ طبع دوم پیش کرتا ہوں۔ اس کے صفحہ ۹۵ پر حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں۔ "ایک طائفہ محدثین نے یہ گمان کیا ہے۔ کہ روایۃ شیخین محمد بن اسمٰعیل البخاری اور مسلم جو صحیحین میں ہے علم نظری کی مفید ہے کیونکہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے۔ کہ صحیح بخاری اور مسلم کو ان کے غیر پر فضیلت ہے"

اس عبارت میں حضرت مسیح موعودؑ نے امام بخاری کا پورا نام محمد بن اسمٰعیل البخاری درج فرمایا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ نے امام بخاری کے متعلق جہاں بھی محمد بن اسمٰعیل البخاری کی بجائے محمد اسمٰعیل البخاری لکھا ہے۔ وہ ناواقفی سے نہیں لکھا۔ بلکہ پورے علم کے ساتھ لکھا ہے چنانچہ اسی الحق لدھیانہ میں امام بخاری کو باوجود محمد بن اسمٰعیل البخاری لکھنے کے پھر محمد اسمٰعیل البخاری بھی لکھا ہے دیکھو صفحہ ۹۹ اور محمد بن اسمٰعیل البخاری کو محمد اسمٰعیل البخاری کہنا ایسا ہی جائز ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل کو امام احمد حنبل کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے ازالہ طبع اول کے صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے:-

"یہ عام محاورہ ہے کہ جب متکلم کا یہ ارادہ ہوتا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مماثلت تام ہے۔ تو مشبہ کا مشبہ بہ پر حمل کر دیتا ہے۔ تا انطباق کلی ہو۔ جیسے امام بخاری کی نسبت ایک جلسہ میں کہا گیا۔ کہ دیکھو یہ احمد حنبل آیا ہے الخ"

حالانکہ اصل روایت جس کا حوالہ حضرت مسیح موعودؑ نے دیا ہے اس میں احمد بن حنبل لکھا ہے۔ اور اس روایت کو سیرۃ البخاری میں مولوی عبدالسلام مبارکپوری نے بھی بصفحہ ۷۷ بیان کیا ہے۔ جو یہ ہے:-

"قتیبہ بن سعید سے ایکبار مسئلہ پوچھا گیا۔ کہ نشہ میں جو شخص طلاق دے اس کا کیا حکم ہے۔ اس وقت اتفاقاً محمد بن اسمٰعیل پہنچ گئے۔ قتیبہ نے سائل کو مخاطب کر کے فرمایا دیکھو امام احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ علی بن مدینی اکو خدا نے تمہارے پاس بھیج دیا ہے۔ ان سے مسئلہ پوچھو"

ازالہ اوہام مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۶۲ کی عبارت سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ امام بخاری کا پورا نام جو محمد بن اسمٰعیل البخاری ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کے علم میں ہے۔ کیونکہ جس روایۃ کا حوالہ ازالہ میں دیا ہے اور سیرۃ البخاری میں عبدالسلام مبارکپوری نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔ اس میں امام بخاری کا نام محمد بن اسمٰعیل موجود ہے۔ دوسرے یہ کہ آپ امام بخاری محمد بن اسمٰعیل کو اسی رنگ میں محمد اسمٰعیل کہتے ہیں جس طرح آپ احمد بن حنبل کو امام احمد حنبل کہتے ہیں۔ پس اگر احمد بن حنبل کو احمد حنبل کہنا درست ہے تو صاف ظاہر ہے محمد بن اسمٰعیل کو محمد اسمٰعیل کہنا بھی جائز ہوگا۔ اور اگر یہ ثابت ہو۔ کہ ابن کا لفظ حذف کرنا درست نہیں۔ تو محمد بن اسمٰعیل کو محمد اسمٰعیل کہنا بھی جائز نہ ہوگا۔

اب اس امر کے ثبوت میں کہ احمد بن حنبل کو بحذف ابن احمد حنبل کہنا بھی درست ہے۔ اور اس لئے محمد بن اسمٰعیل کو محمد اسمٰعیل بھی کہہ سکتے ہیں۔ پہلا حوالہ خود اہلحدیث کا پیش کرتا ہوں۔ مولوی ثناءاللہ ایڈیٹر اہلحدیث اپنے رسالہ "اجتہاد و تقلید" کے صفحہ ۵ میں پہلے نورالانوار کی عربی عبارت جو ذیل میں درج ہے نقل کرتے ہیں:-

یرد علیہ انہ ان ارید بالاختلاف الاختلاف مشافہۃ فی زمان واحد۔ فینبغی ان یکون مذھب الشافعی و احمد بن حنبل باطلاً۔ حین اختلف ابوحنیفۃ مع مالک فی زمان واحد۔ وان ارید بالاختلاف عم من ان یکون فی زمان واحد ام لا۔ فکیف لا یعتبر اختلافنا کما اعتبر اختلاف الشافعی و احمد بن حنبل و الجواب عنہ صعب۔ نورالانوار صفحہ ۲۲۲

اور پھر اس کا ترجمہ اپنی طرف سے یوں درج تحریر کرتے ہیں کہ

"اس متن پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر اختلاف سابق سے مراد ایک زمانہ کا اختلاف ہے۔ تو ضروری ہے کہ امام شافعی اور احمد حنبل کا مذہب

غلط ہو۔ کیونکہ سابق میں امام ابو حنیفہ اور مالک کا اختلاف ایک زمانہ میں ہو چکا ہے۔ اور اگر اختلاف سابق سے مراد عام ہے۔ کہ ایک زمانہ میں ہو۔ یا ایک میں نہ ہو۔ بلکہ مختلف اوقات میں تو جس طرح امام شافعی اور احمد حنبل کا اختلاف معتبر ہؤا۔ ہمارا کیوں نہ ہو۔" انتہی بلفظہ

ایڈیٹر اہلحدیث کے اس ترجمہ سے بخوبی روشن ہے کہ انہوں نے امام احمد بن حنبل کے اصلی اور پورے نام کی بجائے ترجمہ کرتے وقت ابن کا لفظ حذف کرکے صرف احمد حنبل کا نام ان لودیا ہے۔ حالانکہ احمد حنبل پورا نام احمد بن محمد بن حنبل ہے۔ پس جس قاعدہ کی رو سے ایڈیٹر اہلحدیث کے نزدیک احمد بن حنبل کو احمد حنبل کہنا صحیح ہے۔ اسی قاعدہ سے محمد بن اسمٰعیل البخاری کو محمد اسمٰعیل البخاری کہنا بھی درست ہو۔ جس قاعدہ سے ایڈیٹر اہلحدیث نے احمد بن حنبل کا احمد حنبل بنایا ہو اسی قاعدہ کی پیروی پہلے لوگوں نے بھی کی ہے چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار نے بھی اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں حضرت امام احمد بن حنبل کو احمد حنبل ہی لکھا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۳۸

ایسا ہی محمد حسین بٹالوی نے بھی اپنے اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۱۱ - صفحہ ۳۴۲ میں "رحم اللہ الامام احمد بن حنبل فانہ قال من ادعی وجود الاجماع فھو کاذب" کا ترجمہ کرتے ہوئے احمد بن حنبل کا نام لکھنے کی بجائے صرف احمد حنبل لکھا ہے۔ اور ترجمہ عبارت یوں کیا ہے۔ "خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ انہوں نے صاف فرمادیا ہے کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے" اور اسی عربی عبارت کا ترجمہ جلد ۲۲ نمبر ۲ صفحہ ۳۴ اشاعۃ السنۃ میں بھی اسی کے موافق یوں لکھا ہے۔ "خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے۔ کیونکہ انہوں نے کہا ہے۔ کہ جو اجماع کا مدعی ہو۔ وہ جھوٹا ہے" تو ابحاث کا نتیجہ یہ کہ جس طرح بحذف کلمہ ابن امام احمد بن حنبل کو احمد حنبل کہنا صحیح ہے۔ اسی طرح امام محمد بن اسمٰعیل البخاری کو محمد اسمٰعیل البخاری کہنا درست ہے۔ اور جو شخص اس پر اعتراض کرتا ہے۔ وہ جھک مارتا ہے۔ اور اسے چاہیئے۔ کہ پہلے ثناء اللہ کا رسالہ "اجتہاد و تقلید" اور مولوی محمد حسین بٹالوی کا رسالہ "اشاعۃ السنۃ" دنیا سے نابود کردے۔ اور پھر نکتہ چینی کرے۔

فضل الدین الکیانی

طلبائے ہائی سکول کا لباس

صدر انجمن احمدیہ نے کفایت شعاری کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک یونیفارم (وردی) تجویز کی ہے۔ لیکن بعض لڑکوں کے والدین کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو اس معاملہ میں غلط فہمی لگی ہے۔ عام طور پر طلباء کوٹ اور پاجامے پہنتے ہیں۔ اس لئے اگر انجمن نے ایک خاص قسم کا سستا اور پائدار قسم کا کوٹ تجویز کر دیا تو اس میں کونسا حرج واقع ہوتا ہے اصل بات یہ ہے کہ عام طور پر غریب لڑکے امیر لڑکوں کے کپڑے دیکھ کر ان کی ریس کرتے ہیں اس سے خواہ مخواہ کا بوجھ والدین پر پڑجاتا ہے عام طور پر شلواروں کا رواج ہوتا جاتا ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ کم از کم شلوار پر چار گز کپڑا خرچ ہو جاتا ہے اور بعض شلواریں میں نے ایسی دیکھی ہیں جن پر چھ یا سات گز کپڑا خرچ ہؤا ہے۔ اس قحط کے زمانہ میں اتنا لمبا خرچ کرنا ضرور اسراف میں داخل ہے جبکہ اتنے کپڑے میں تین ساوے پاجامے بن سکتے ہیں۔ اس لئے انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ شلوار ہرگز نہ ہو سادہ پاجامہ ہو۔ پھر کوٹ رنگ برنگ کے کپڑے کے ہوتے ہیں عام طور پر لڑکے اس پر بہت قیمتی کپڑا خرچ کرتے اور کرواتے ہیں۔ اس لئے بجائے ریشمی یا ٹسریا صوف یا کسی اور قسم کے قیمتی اور غیر پائدار کپڑے کے انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ سیدھا سادہ کوٹ خاکی ڈرل زین کا موسم گرما میں ہو۔ اس میں شک نہیں کہ ایک دفعہ اس پر ضرور تھوڑا بہت خرچ ہوگا۔ اور والدین کو غالباً شاید لڑکوں کے پہننے پر اس سے زیادہ خرچ کرنا پڑے۔ مگر یہ کوٹ بہت دیر تک رہ سکیں گے۔ اور اس طرح سے انشاء اللہ خرچ میں بہت حد تک کفایت ہوگی۔ باقی سادہ مضبوط جوتا ہے۔ جس پر غالباً کسی کو بھی اعتراض نہ ہوگا یہی انجمن کی تجویز ہے۔ اور یہ محض والدین کو بوجھ سے بچانے اور بچوں میں کفایت شعاری کا مادہ پیدا کرنے کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ ہمیں امید ہے۔ اس کا بفضلہ تعالےٰ بچوں کی آئندہ زندگی پر بھی اچھا اثر ہوگا۔ اس طرح ایک تو لباس کے معاملہ میں وہ فیشن کے اندر رہنے کے عادی ہو جائیں گے۔ اور آج کل جو عام تعلیم یافتہ دنیا میں لباس کا ایک خطرناک بوجھ پڑ رہا ہے اس سے وہ اور ان کے والدین دونوں بچے رہیں گے۔ بالآخر میں عرض کرونگا۔ کہ انجمن جب اس قدر کوشش کر رہی ہے کہ بچوں کے اخراجات میں تخفیف ہو۔ خاص کر کے یہی لباس کا معاملہ دیکھ لیا جاوے۔ پھر فیس کی رعایت جس کا اعلان ہو چکا ہے علاوہ ازیں یہ بھی ارادہ ہے۔ کہ فضل سکے موقعہ پر اکٹھا غلہ خرید لیا جاوے۔ اور ساتھ کاغذ قلم دوات جس کی بہت قیمت چڑھ گئی ہے۔ اس کے متعلق ایک خاص دکان کھولنے کا ارادہ ہے جس میں ارزاں نرخ پر اشیاء لڑکوں کی تعلیمی ضروریات کی بہم پہنچائی جائینگی اس کے متعلق افسران گورنمنٹ سے خط و کتابت ہوگئی ہے اور انہوں نے کمال مہربانی سے ہمیں ہر طرح کی مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے تو کیا ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے یہ امید کرنی چاہیئے کہ جماعت اس ضرورت کیطرف توجہ فرماویگی اور اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات میں ہر طرح مدد کریگی نہ صرف مالی مدد بلکہ اپنی اولاد بھیجنے میں سکول کو اب تک کالج کی حالت میں پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ لیکن ابھی تک سکول ہی مکمل اس کی عمارت نامکمل ہے۔

[illegible]

مسٹر گاندھی سے گفتگو

مہاتما گاندھی جو کہ آجکل روحانیت کے واعظ بنے ہوئے ہیں۔ یا بنائے جاتے ہیں۔ بوجہ بمبئی میں مقیم ہونے کے ہمارا فرض تھا کہ ان کو بھی سلسلہ حقہ احمدیہ کی تبلیغ کریں۔ اور روحانیت کے شہنشاہ حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کے روحانی جھنڈے کا پتہ دیں۔ اور مطلع کریں کہ سچی روحانی راحت اور بغیر فتنہ و فساد کے امن اور صلح اور حقیقی امن وامان اسی صلح کے شہزادہ کے طفیل حاصل ہو سکتا ہے۔ ورنہ دنیا کا بڑے سے بڑا پنڈال اور سخت سے سخت ایجی ٹیشن۔ گنگا کا اشنان یا فاقہ کشی کی زحمت یا قانون کی مخالفت و مقاومت سے حقیقی سکھ اور آرام حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ناجائز طریق موجودہ سکھ اور آرام کو بھی چھین لیگا۔

چنانچہ میں تبلیغ کے فرض کو ادا کرنے اور پیغام حق پہنچانے کی غرض سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک تعلیم یافتہ ہندو دوست ہمارے ساتھ تھے۔ اول وقت ملاقات نہیں ہوئی تو پھر دوسرے وقت گیا۔ اپنے نام کا کارڈ بھیجا۔ جواب آیا۔ تھوڑی دیر ٹھہریں۔ اس وقت کسی خاص کام میں مشغول ہیں۔ میں نے دوسرے کمرے میں بیٹھکر تھوڑی دیر تک انتظار کی۔ اتنے میں مہاتما گاندھی صاحب نے خود ہی اپنے کمرہ کا دروازہ کھولا۔ اور مولوی صاحب کے الفاظ سے مجھکو مخاطب کرکے اندر بلایا۔ میں اندر گیا میرے ساتھ میرے ہندو دوست بھی تھے۔ ایک کوچ پر مجھے جگہ دیگئی اور کرسی پر ہمارے ساتھی اور اپنے پلنگ پر گاندھی صاحب خود بیٹھ گئے۔

مہاتما صاحب صرف دھوتی پہنے ہوئے تھے شاید گرمی کی وجہ سے کرتہ اتار دیا ہو یا سادگی سے لوگوں سے ملاقات کرتے ہوں۔ میں نے پہلے ان کے مزاج کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ اور سب طرح اچھا ہوں صرف اختلاج قلب کی شکایت ہے۔ میرے ساتھی نے کہا کہ یہ طبیب بھی ہیں۔ اس لئے میں نے کچھ طبی مشورہ بھی ان کو دیا۔ اور ایک آسان نسخہ انکو بتایا۔ جو کہ خدا چاہے تو استعمال کرنے پر ان کو فائدہ بخشیگا۔

پھر میں نے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں کسی دنیاوی غرض سے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ ایک امر حق کی تبلیغ کے لئے آیا ہوں بمبئی میں آپ بھی رہتے ہیں۔ اور میں بھی خدا کے مقرر کردہ روحانی سلسلہ کی طرف سے تبلیغ کیلئے مامور ہوں۔ آپ نے سنا ہوگا۔ کہ خدا نے اس زمانہ کی حالت اور ضرورت پر نگاہ کرکے دنیا کی روحانی اصلاح کے لئے حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کو آخری زمانہ کا عظیم الشان مصلح بنا کر بھیجا ہے۔ میں ان کا ادنیٰ مرید ہوں اور ان کے خلیفہ ایدہ اللہ بنصرہ کے حکم سے بمبئی میں روحانی خوشخبری سنانے کے لئے مقرر کیا گیا ہوں۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ میں آپ کو بھی روحانی پیغام پہنچاؤں۔ یہ کہکر میں نے ایک رسالہ انگریزی کا رسالہ جس کا نام امام الزمان ہے۔ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ مہاتما صاحب نے ادھر ادھر سے کچھ حصہ اس کا [illegible] پڑھا اور خاموش ہو بیٹھے۔ تب میں نے کہا کہ آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ دنیا کے اس سچے بہی خواہ انسان نے اپنی وفات سے چند روز قبل ہندو قوم کو خصوصیت سے ایک سندیسا دیا ہے جو ایک رسالہ کی صورت میں

کے نام سے شائع ہو گیا ہے۔ اور تقریباً سارے مشہور ہندو لیڈروں کے پاس بھی پہنچ گیا ہے۔ سچی بہی خواہی کیساتھ جو مذہبی صلح کا پیغام اس رسالہ کے ذریعہ دیا گیا ہے وہ ایسا سچا اور پاکیزہ ہے۔ کہ جس کی رو سے نہ صرف ہندوؤں سے۔ بلکہ دنیا کی ساری قوموں سے مذہبی صلح ہو سکتی ہے۔ اور قوموں سے آپس کی منافرت دور ہوکر ساری دنیا میں روحانی برادری قائم ہو سکتی ہے۔ بلکہ گاؤکشی جس کی وجہ سے اکثر جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ یہ بھی رفع ہو سکتا ہے پھر امن قائم کرنے کے لئے جو گورنمنٹ کو تکلیف کرنی پڑتی ہے۔ اس تکلیف سے بھی ہم اسکو بچا سکتے ہیں۔ ہماری جماعت کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں لکھا ہے کہ اگر ہندو لیڈر ہماری پیش کردہ باتوں کو جو کہ حق اور انصاف پر مبنی ہے قبول کریں۔ تو ہم اور ہماری جماعت کے سارے لوگ بجائے گائے کے کسی اور جانور کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ خلاف ورزی کی صورت میں مقررہ تاوان بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔

مسٹر گاندھی صاحب نے ہماری باتوں کے جواب میں یہ کہا کہ اس پیغام کا مجھکو علم نہیں ہے۔ لیکن مجھے ذاتی اور یقینی طور پر علم تھا کہ گاندھی صاحب کو اس کا پورا علم ہے۔ اور دانستہ انہوں نے اس پیغام حق کی پرواہ نہیں کی ہے۔ اور اس پیغام کا علم رکھتے ہوئے ہی انہوں نے کہا ہے۔ کہ ہم تلوار کے زور سے گاؤکشی کو اٹھا دینگے۔ مگر مجھے اتمام حجت کرنا تھا۔ اس لئے میں نے کہا۔ کہ آپ کو اس کا علم ہے۔ میرے پاس اس کا کافی ثبوت ہے۔ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ جبکہ آپ ایک کانفرنس کے موقعہ پر بھاگلپور تشریف لے گئے تھے۔ میں بھی اس زمانہ میں بھاگلپور میں موجود تھا۔ ہماری جماعت کے چند معزز لوگوں نے یہ رسالہ [illegible] مع چند دیگر مذہبی کتابوں کے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا پورے پتہ کی شناخت پر مہاتما صاحب کو اقرار کرنا پڑا کہ ہاں رسالہ مجھکو بھاگلپور میں ملا تھا۔ لیکن میں نے اس کو پڑھا نہیں۔ وہ کتاب ابھی تک

میرے گھر میں موجود ہے۔ پڑھنے کی فرصت نہیں ملی۔ مہاتما صاحب کا یہ فرمانا کہ بھاگلپور میں رسالہ مسیح آمد ہیں مجھے ملا تھا۔ اور ابھی تک وہ میرے مکان میں موجود ہے۔ اور ساتھ ہی اسے کلام میں انکار کرنا اور یہ کہنا کہ مجھے اس کا علم نہیں ایک مدعی روحانیت اور ستیہ گرہ کے بانی کی پوزیشن کا میں نے لحاظ کیا۔ اور اس امر پر زیادہ زور دیکر مہاتما صاحب کے اختلاج قلب کا موجب نہ بنا میں نے کہا اچھا اگر آپ نے پڑھا نہیں ہے۔ تو اس وقت اس رسالہ کا مضمون زبانی آپکو سنا دیتے ہیں۔ پھر میں نے تقریباً ساری باتیں سنائیں جب بیان ختم کر چکا تو مہاتما صاحب نے آخر کو خود ہی یہ اقرار کر دیا کہ بھاگلپور میں یہی مضمون مجھکو زبانی بھی سنایا گیا تھا۔ گویا مہاتما صاحب نے پورا اقرار کر لیا کہ کتاب بھی ملی ہے۔ اور وہ ابھی تک موجود بھی ہے۔ اور اس کے مضمون کا بھی مجھ کو علم ہے۔ کیونکہ بھاگلپور میں زبانی طور پر ان کو بتایا گیا تھا۔ لیکن مہاتما صاحب نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا کہ پھر اس پر کیوں نہ توجہ کی۔ اور اس کا علم رکھتے ہوئے بھی غریب مسلمانوں پر گاؤکشی کیلئے تلوار چلانیکا اعلان کیوں کیا گیا۔ انھوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ اور نہ دینا چاہتے تھے۔ جب ہی تو انھوں نے مجھکو ابتدا میں پہلے انکار ہی کر دیا تھا۔ کہ مجھے حضرت احمد قادیانی کے اس پیغام کا علم نہیں ہے۔ لیکن ایک دانا انسان بہت آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ مسٹر گاندھی صاحب کا گاؤکشی کی موقوفی اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک حیلہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک آریہ ورت کے اندر ایک بھی مسلمان رہیگا۔ اس وقت تک مسٹر گاندھی صاحب کی تلوار کھچی رہیگی۔ گو وہ گاؤ ذبح کرنیکو چھوڑنے کا پیغام بھی دیتا رہے۔ اور مہاتما صاحب سنتے بھی رہیں۔ صرف مہاتما گاندھی صاحب پر ہی موقوف نہیں ہے۔ بلکہ ہندوؤں کے اور بھی بڑے بڑے لیڈروں سے کسی نے بھی اسپر توجہ نہیں کی۔ حالانکہ تقریباً ہر ایک نامی لیڈر کے ہاتھ میں یہ رسالہ پہنچ گیا ہے۔ یہانتک کہ دیوی سروجنی نیڈو صاحبہ کی خدمت میں بھی بھاگلپور ہی میں یہ رسالہ معہ دیگر مذہبی کتابوں کے پیش کیا گیا تھا۔ لیکن گاؤکشی پر ماتم کرنے والے یا تلوار چلانے والے لیڈروں میں سے کسی نے بھی پیغام امام پر توجہ نہیں کی۔ میں نے مہاتما گاندھی صاحب سے یہ بھی کہا کہ اس میں کسی ایسے امر کا آپ لوگوں سے مطالبہ نہیں کیا گیا ہے جسکو پیغام دینے والے نے اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے بھی لازم نہیں کیا کیونکہ اگر یہ کہا ہے کہ آپ لوگ توہین و تذلیل چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ورسالت کا سچے دل سے اقرار کریں۔ تو ساتھ ہی یہ خود بھی اقرار کیا ہے کہ قرآن مجید کی آیت ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کے تحت ہم ہندوستان کے مشہور اوتار سری کرشن اور سری رامچندر جی کو اپنے وقت کے نبیوں میں شمار کرتے ہیں۔ اور ان کی ویسی ہی عزت کرتے ہیں جیسی کہ خدا کے برگزیدوں کی ہر ایک خداتعالیٰ کے حقیقی فرزند کا فرض تھا کہ بڑی خوشی سے اس پیغام کو لبیک کہتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اقرار کوئی بھاری بات نہیں اور نہ محتاج ثبوت ہے پھر اس عظیم الشان انسان کی صداقت اب اس مقام پر پہنچ گئی ہے۔ کہ تعلیم یافتہ جماعت خود بخود آپ کی صداقت کا اقرار کر رہی ہے۔ اس اقرار کو تحریری معاہدے کی صورت میں لانیکی شرط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کی تھی جس کے صرف ایک حکم پر ہی پانچ چھ لاکھ کی جماعت گائے کو باوجود حلال سمجھنے کے نبی کریم کے نام پاک کے لئے چھوڑ دینے کو تیار تھی۔ لیکن باوجود تلوار نہ رکھنے کے تلوار سے ڈرانے والے مہاتما کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اقرار سے اتنی بلکہ اتنی تکلیف پہنچتی ہے جتنی کہ گائے پر چھری چلنے سے بھی تو انھوں نے اس خوشخبری کے پیغام کو نشتر تلوار سے روکنے کی دھمکی دی ہے۔ پس کس طرح ممکن ہے۔ کہ جانور کے پرستار اور انسان کامل کے دشمن سے مذہبی صلح ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے۔ کہ جنگل کے درندوں اور بھیڑیوں اور زہریلے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے۔ لیکن اس قوم سے نہیں ہو سکتی ہے۔ جو کہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو روا رکھتی ہو اور آپ کے نام پاک کی دشمن ہو۔

پس اگر فرنگی محل کا ملا عبدالباری یا کسی قبر کا پجاری یا سارے کے سارے مسلمان موہوم ملکی فائدے کے لئے گائے کی قربانی کو موقوف کر کے مہاتما گاندھی کو نذریں تو دیں لیکن جب تک کہ احمد قادیانی علیہ السلام کا ایک بھی غلام زمین پر زندہ رہیگا۔ وہ ایسی مذہبی صلح کو جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے نہ ہو یا گورنمنٹ انگریزی کے کسی قانون کی مخالفت کے لئے ہو نفرت ہی کرتا رہیگا۔ ہم نے مہاتما گاندھی صاحب سے یہ بھی کہا کہ جن لوگوں نے گائے کے چھوڑنیکا آپ سے معاہدہ کیا ہے۔ یا آپ کو تار دیا ہے چونکہ ان کی بنیاد کسی مذہبی سچائی پر نہیں ہے۔ نہ وہ کسی جماعت کے امام ہیں۔ اور نہ ان کا کوئی امام ہے اس لئے آپ اسپر خوش نہوں۔ یہ امید کا چشمہ آپ کو سراب نظر آئیگا۔ باوجود اتنی باتوں کے مہاتما صاحب نے اس پیغام کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا ہم نے جہاں تک غور کیا تو اس کی وجہ دو معلوم ہوئیں۔ اول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور صداقت کا اقرار اس پیغام پر توجہ کرنے سے مانع ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ پیغام اس امام اور اسکی جماعت کی طرف سے دیا گیا ہے جو کہ گورنمنٹ انگریزی کی وفادار رعایا ہے۔ اس کی ترقی اور اس کے پیغام کے لئے دعا گو ہے۔ اور کسی رنگ میں بھی اس کے کسی قانون کی مخالف

نہیں ہے۔ اور یہ جماعت ایسی نہیں ہے۔ جو کہ کبھی شورش کو یا ہڑتال وغیرہ کو پسند کرے۔ شاید یہی وجہ ہے جو اس پیغام پر دوسرے لیڈروں نے بھی توجہ نہیں کی۔

جب میں نے دیکھا کہ مہاتما صاحب بالکل خاموش ہیں اور شاید یہ مطلب ہے کہ اب میں چلا جاؤں کیونکہ عموماً بڑے لوگ ایسا کرتے ہیں۔ اور یہ اچھا طریقہ ہے۔ تو میں نے ان سے اجازت چاہی اور چلتے چلتے یہ بھی کہدیا کہ آپ سودیشی کے بہت حامی ہیں۔ خدا نے اپنے فضل سے اس ملک میں اپنا آخری زمانہ کا اوتار اور نبی بھیجا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ پہلے اس سودیشی اوتار کو قبول کریں۔

گاندھی صاحب ایک سادہ مزاج کے آدمی ہیں ہم ان کے مشکور ہیں کہ انھوں نے اپنا بہت سا قیمتی وقت ہماری باتوں کے سننے میں صرف کیا

(خلیل احمد۔ از بمبئی)

تشحیذ الاذہان کیلئے

ایک ہزار روپے کی اپیل

احباب جماعت احمدیہ سے

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ تشحیذ الاذہان وہ مبارک رسالہ ہے جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھا اور حضرت خلیفہ اول مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ اس کے مربی رہے۔ اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ الاحد سلسلہ احمدیہ کے موجودہ امام اس کے ایڈیٹر۔ اس لئے مجھے رسالہ کی اہمیت جتانے کے لئے کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اس کی موجودہ حالت کی طرف احباب جماعت احمدیہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ حال میں انجمن تشحیذ الاذہان نے یہ رسالہ صیغہ تالیف و اشاعت محکمہ نظارت کے سپرد کیا ہے اور اس کا حساب کتاب دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ تقریباً ساڑھے چھ سو روپے لوگوں کو واجب الادا ہے۔ اور فنڈ میں اتنا روپیہ بھی نہیں کہ سال حال کے اخراجات پورے ہو سکیں اس لئے اس قرض کے اتارنے اور فنڈ کے استحکام کے لئے ایک ہزار روپے کی ضرورت ہے جس کے لئے میں جماعت احمدیہ کے ذی مقدرت احباب سے حسب منشاء حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے حلقہ اثر میں تحریک کر کے یہ رقم پوری کر دیں یہ ماہ رمضان کا مہینہ ہے۔ جس میں خیرات کے لئے مومن بڑھ بڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اس لئے میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ اس رقم کو عید سے پہلے پہلے پورا کر دیں گے۔

روپیہ ناظر بیت المال قادیان کے پتہ پر بھیجا جائے۔ اور کوپن پر لکھا ہو "اعانت تشحیذ"

اس کے علاوہ ضروری ہے۔ کہ تشحیذ کو کم از کم پانچسو خریدار مزید دیا جائے۔ تاکہ رسالہ سلف سپورٹ ہو سکے۔ ہم نے اس کے اخراجات میں ممکن سے ممکن تخفیف کر دی ہے۔ یہانتک کہ ایک ہی شخص ایڈیٹر۔ مینجر اور محرر ہے۔ بایں ہمہ اس میں جو مضامین چھپتے ہیں۔ وہ آپ کے معلومات دینی میں اضافہ کرنے والے اور مناظرات میں کام آنے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ سالوں کے فائلوں سے بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔

پھر یہ رسالہ خدا کے فضل سے ایسا باقاعدہ ہے کہ گذشتہ گیارہ سال میں برابر اپنی تاریخ مقررہ پر شائع ہوتا رہا ہے۔ اس پر بھی اگر اس کی قدر نہ کی جائے۔ تو بہت افسوس کی بات ہو گی۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ کی طرف بھی خاص توجہ دیجئی ہے اس کی امداد کا ایک یہ طریق بھی ہے کہ سال ۱۳ء خصوصاً قیام خلافت ثانیہ کے بعد کے فائل خرید لئے جائیں جو بجائے دو روپے کے ڈیڑھ روپے سالانہ کے حساب سے دئے جائیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کے لئے دوبارہ یاد دہانی کی ضرورت نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو اس کار خیر میں امداد کی توفیق دے۔ اور آپ کے سینوں کو کھول دے اور آپ اس ضرورت کو محسوس کر سکیں جس کی بنا پر یہ اپیل کی گئی ہے۔

حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں جب یہ اپیل پیش کی گئی تو حضور نے تحریر فرمایا کہ:۔

"چھاپ دیں۔ میں بھی انشاء اللہ ۳۰ روپیہ دونگا" مرزا محمود احمد

احباب کرام کو بھی چاہئے کہ اس کار خیر میں حصہ لیں۔ خاکسار رحیم بخش ایم۔ اے۔ ناظر تالیف و اشاعت

مرتد کی توبہ اور غیر مذاہب کے لوگوں کا چندہ

ایک خط کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل سطور تحریر فرمائیں:۔

"جو شخص مرتد ہو کر پھر توبہ کرتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ویسا ہی احمدی ہے۔ جیسے اور۔ پس کسی کا حق نہیں کہ اسے سلسلہ میں داخل ہونے سے روکے۔ اور جو شخص بغیر سوال چندہ دیتا ہے۔ خواہ کسی مذہب کا ہو اس کا چندہ قبول کر لینا چاہئے۔ ہاں دوسرے لوگوں سے مخص احمدی کاموں کے لئے چندہ نہیں مانگنا چاہئے۔ والسلام

مرزا محمود احمد"

ولایت کا تازہ خط

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چونکہ مکرمی حضرت مفتی صاحب کی آنکھیں کسیقدر دُکھتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ جلد رحم فرماوے اس لئے خاکسار رپورٹ ذیل بغرض اندراج اخبار در سال خدمت کرتا ہے:۔

نئی زمین اور نیا آسمان

اسمیں شک نہیں کہ ابھی تک دنیا کی موجودہ حالت نہایت مشوش ہے ساری دنیا بیٹی کے منہ پر ہے۔ چاروں طرف سے مختلف سکیمیں پیش ہو رہی ہیں کہ آئندہ دنیا کی حالت یوں ہو۔ سوشل لائف میں اس طرح کی تبدیلی ہو۔ لوگوں اور کلیسا کے تعلقات میں یہ تغیر ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ ہر ایک اپنے اپنے فہم اور اغراض کے مطابق نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے لئے کوشاں ہے۔ لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں۔ کہ خدا مالک الملک نے آسمان اور زمین بنانے کی سکیم اپنے مرسل کے ذریعہ شائع کر دی ہوئی ہے اور اسکے کامل تصرفات سے روز بروز اسپر عمل ہو گا۔ اور اسکے بغیر کوئی چارہ نہ ہو گا۔ حالات اس امر پر مجبور کر رہے ہیں کہ اسلامی طریقت پر چلنا ہی موجودہ مشکل مسائل کو جو سوشل لائف کے راستہ میں حائل ہو رہے ہیں۔ دور کر سکتا ہے۔ سو اب وقت ہے کہ حقیقت سے ان لوگوں کو آگاہ کیا جاوے۔ اور اس حجاب کو دور کیا جاوے جسکی وجہ سے ان کی آنکھوں سے اسلام کی خوبیاں مستور ہیں۔ وہ اسلام جسکے بانی اکمل و اتم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جسکے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جس کے دوران ظہور سے اظہار اکمال اور اتمام اسلام منظور تھا۔ سو انسانی طاقتوں سے بہت بالاتر اسباب اس پاک دین کے غلبہ ثابت کرنے کے واسطے خدا خود پیدا کر سکتا ہے اور حسب پیشگوئی زبردست نشانوں سے مدد ہو رہی ہے۔ احباب کو اس صورت میں بڑھ بڑھ کر کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہماری وجہ سے کوئی کمی نہ رہ جاوے انشاءاللہ فتح دین محمدی مسیح موعود کے نام پر ہوگی۔

قبول اسلام

ہماری یہاں کی روزانہ کوششیں بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے بارآور ہو رہی ہیں۔ اس ہفتہ میں ایک صاحب مسمی جارج گر نے حق قبول کیا ہے۔ یہ صاحب فروری کے مہینے سے ہمارے زیر تبلیغ تھے۔ اتوار کے روز حسب معمول ہفتہ واری جلسہ ہوا۔ خاکسار نے زندہ مذہب کو تساہر پر لیکچر دیا۔ سب سے پہلے یہ بتلایا کہ مذہب کی زندگی سے کیا مراد ہے۔ یعنی کس صورت میں کسی مذہب کو زندہ کہا جا سکتا ہے۔ پھر مذہب کی اصلی غرض کو واضح کیا اور بعدہ ثابت کیا کہ اس غرض کو پورا کرنے والا اب ایک ہی مذہب ہے۔ جس کا نام اسلام ہے۔ اس کا خدا زندہ ہے۔ جو اپنے بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اور خوف وحزن سے بچا کر سکھ اور آسائش کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس کا رسول زندہ ہے۔ کیونکہ اس کی کامل اطاعت سے یہ درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اسلام کی کتاب زندگی بخش ہے۔ اسپر عمل کرنے سے فی زمانناحضرت احمد علیہ السلام اس درجہ تک پہنچے ہیں۔ دوسرے مذاہب میں اب یہ غرض پوری نہیں ہوتی۔ پس ان میں زندگی کا ثبوت کوئی نہیں۔ مولوی عبدالمحی عرب صاحب نے بھی بعد میں اُردو زبان میں بعض ہندوستانی دوستوں کی خواہش کے مطابق اسی مضمون پر ایک مختصر تقریر کی جسمیں انہوں نے حضرت مسیح موعود کی نبوت پر خصوصیت سے زور دیا اور ثابت کیا کہ اسلام ہی اپنے ہر ایک دعوے کی دلیل ساتھ پیش کرتا ہے +

سلسلہ ملاقات

ملاقات کا سلسلہ حسب معمول ہفتہ بھر رہا گذشتہ جمعہ کے روز ایک دوست مسٹر کلف ساکن نوکسٹن معہ اپنی زوجہ محترمہ کے لنچ پر مدعو تھے۔ دیر تک ان سے سلسلہ کے متعلق اور اسلام کی خوبیوں پر کلام رہا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت قریب آ رہے ہیں ایک حد تک تو ہم سے اتفاق ظاہر کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ حق قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ اور بھی لوگ آتے ہیں۔ جنکو ان کی اغراض کے مطابق تسلی کی گئی۔ رسالے پرچے وغیرہ دئیے گئے۔

خاکسار خود برادر بشیر کورو کے مکان پر اور مسٹر برادر آ۔ ڈی کار اور اسکی فیملی ممبر کی ملاقات کیواسطے گیا۔ سب خیر و عافیت سے ترقی کر رہے ہیں۔ الحمدللہ +

کتاب حقیقۃ الرویا کی تعریف

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریروں کے مجموعہ والا رسالہ حقیقۃ الرویا نام گو ہمیں بہت دیر سے یہاں موصول ہوا۔ مگر ڈبوں میں بند کیا ہوا دودھ خلاف معمول بالکل خالص اور پورے اثر کے ساتھ قوت اور تازگی بخش ثابت ہوا۔ ساری کا سارا مطالعہ کرنے سے دل اور روح کو نہایت مقوی غذا ملی جس سے بہت سارے زہریلے مادوں کے جرم خود بخود ہلاک ہو گئے۔ مسٹر .. ... جواب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آزاد ہو گئے ہیں۔ انھوں نے بھی بڑے شوق سے مطالعہ کیا اور انہوں نے اِن انمول موتیوں کی بڑی قدر کی۔ پرسوں رات ان سے ملاقات کا موقعہ ملا کہتے تھے کہ بہت ساری کتابیں پڑھی ہیں اور انہیں سے بعض اعلیٰ سے اعلےٰ مضامین کی ہیں مگر انکے مقاصد اور مضامین کے ساتھ کم و بیش اختلاف رائے ہی رہتا ہے مگر ان تقاریر کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک لفظ دل پر اثر کرتا جاتا ہے اور سوائے پورے اتفاق کے کسی کلام کی یہاں گنجائش نہیں یہ معرفت کا دریا ہے جسمیں بڑے مزے سے انسان غوطہ لگاتا ہے (یہ کتاب قادیان کے کتب فروشوں سے ۱۰ قیمت پر مل سکتی ہے ایڈیٹر) کہتے تھے کہ میری آنکھوں سے آنسو ڈبڈبا آئے جب وقت میں نے مکرم مفتی محمد صادق صاحب والی روایت پڑھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں انہوں نے ایک احمدی جانثار کو اپنے ایک دوسرے بھائی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ دیکھو نبیوں کا زمانہ روز روز نہیں آتا۔ تو ایک دفعہ آگے جا کر حضرت مسیح موعود سے مصافحہ کر ہی آ۔ خواہ تیری ہڈی پڈی کیوں نہ ٹوٹ جائے۔ افسوس کہ مینے وہ وقت نہ پایا تاہم اپنا ارادہ مصمم ظاہر کرتے ہیں کہ صاحب مذکور اس نوجوان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ملا ہے۔ حتی المقدور پوری جانفشانی سے بذریعہ تحریر و تقریر لوگوں تک پہنچاوینگے + اس نوجوان کے اختیار احمدیت کی کہانی بہت لمبی اور شاندار ہے وہ خود احباب کیخدمت میں کچھ عرصہ کے بعد لکھینگے۔ آجکل وہ امتحان بیرسٹری کے فائنل کا امتحان دینے والے ہیں۔ احباب سے کامیابی کیواسطے اور نیز استقامت اور توفیق خدمت دین کیواسطے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ والسلام۔ خاکسار قاضی عبداللہ عفا اللہ عنہ از لنڈن۔ ۱۵ مئی ۱۹۱۹ء

اشتہار

ضرورت ۵/۱۲

ہم کو علاقہ پنجاب کے مشہور و معروف مقاموں پر اپنی تجارت موجودہ کی ایک ایک دو دوکان قائم کرنا ہے۔ جس کے لئے ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے۔ جو معمولی اردو اور حساب کتاب میں مہارت رکھنے کے علاوہ محنتی جفاکش ہوں۔ تنخواہ عہ۵ سے عہ۵ دیجاوے گی۔ اور اپنی معتبری کی تصدیق کسی معزز احمدی یا مقامی انجمن کے سکرٹری سے کرا سکتے ہیں

ہم کو مقام یادگیر ریاست نظام میں ایک جدید کارخانہ چرمی قائم کرنا ہے۔ جس کے لئے زین ساز بوٹ شوز و نیز چمڑا رنگنے والے کاریگروں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے طے ہو سکتا ہے ہمراہ درخواست سارٹیفکیٹ آنا چاہئے احمدیوں کو ترجیح دیجاویگی۔

المشتہر منیجر کارخانجات شیخ حسن صاحب احمدی مقام یادگیر جی۔ آئی پی ریلوے ضلع گلبرگہ شریف

الخطبہ

ایک احمدی نوجوان کنوارا عمر ۲۲ سال۔ انٹرنس پاس مستقل ملازم للعہ ماہوار عنقریب تنخواہ عہ۵ ہونے والی ہے نکاح کا خواہاں ہے۔ اس کے غیر احمدی رشتہ داروں نے محض احمدیت کی وجہ سے اسکی دو دفعہ منگنی کرکے اور عرصہ تک انتظار کرا کر رشتہ چھوڑ لیا۔ یہ صالح احمدی نوجوان نکاح کے بغیر سخت مشکلات میں ہے۔ کوئی احمدی بھائی اس عزیز نوجوان کو اپنی دامادی میں جگہ دے۔ جس کو غیر احمدیوں نے دھکے دیکر نکال دیا ہے۔ عزیز کا رنگ گورا اعضاء تندرست اور قد درمیانہ ہے خط و کتابت میرے نام ہو۔

عاجز سید غلام حسین کٹیل فارم حصار

ضرورت ضرورت ۱۲/۵ ضرورت

ہمیں ڈیرہ دون دوکان کے لئے ایک تجربہ کار چست اور محنتی اور احمدی ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ جو موٹر کاروں کی درست کا کام بخوبی جانتا ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ احمدی احباب عندالضرورت ہم سے ٹائر اور ٹیوب اور فورڈ اور لینڈ کار کا نیا مال منگوا کر فائدہ اٹھائیں اور پہنچائیں۔

پتہ محمد امین فضل کریم دی پنجاب موٹر سٹور ریلوے سٹیشن ہردوار

ہمارا خضاب شاہجہانی عرصہ دراز سے مشہور و مقبول ہے۔ اسکی وجہ یہ نہیں۔ کہ ہم نے اسکی شہرت کے واسطے کوئی خاص کوشش کی ہو بلکہ خضاب شاہجہانی کی عام مقبولیت کا اصل راز یہ ہے۔ کہ اپنی بینظیر خوبیوں کے سبب جہاں گیا پسند آیا جس نے ایک بار لگایا بار بار منگایا یہی نہیں بلکہ دوسرا نحو اس کا خریدار بنا یا اطبا اور ڈاکٹروں کا بالاتفاق یہ خیال ہے کہ اصل خضاب وہ ہے۔ جو جلد پر داغ دھبہ نہ دے یہ وصف خضاب شاہجہانی میں خدا کے فضل سے موجود ہے اسمیں کاشف یا مرکری وغیرہ کوئی ایسے اجزا شامل نہیں جو کسی طرح بھی مضرت رساں ہوں ایک دفعہ لگانے سے ہفتوں اسکا اثر رہتا ہے۔ بالوں میں ایسی گہری پائدار سیاہی آجاتی ہے جیسی جوانی میں ایک قدرتی سیاہی اور آبداری ہوتی ہے۔ اگر ہمارے اس بیان میں خلاف یا مبالغہ ثابت ہو تو ہم قیمت مع ہرجانہ دینے کو تیار ہیں۔ ہم کوئی اشتہاری دوا فروش نہیں کاروباری لوگ ہیں فضول مغالطے میں اپنا اور دوسرں کا وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرتے تجربہ سے بڑھ کر کسوٹی ہے بطور آزمائش ایک ہی شیشی طلب فرما کر جھوٹ سچ پرکھ لیں۔ اس سے بڑھ کر اطمینان کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ جنہیں مناسب شرائط پر خضاب شاہجہانی کی ایجنسی دیجاتی ہے۔ اور معقول کمیشن

قیمت فی بکس ۱۲/ (بارہ آنہ) علاوہ محصولڈاک۔ محصولڈاک ایک سے ۴ شیشی تک ۵/

ایم فیروزالدین اینڈ برادرس۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

دو نئی کتابیں

معارف القرآن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے درس قرآن شریف سے پہلے دس پاروں کے نوٹ مرتبہ قاضی اکمل صاحب قیمت اصلی ۱ر رعایتی ۸ر

براہین العقائد ہستی باری تعالیٰ ملائکہ قرآن مجید کے بعد سلسلہ الہام آنحضرت صلعم کی صداقت قیامت اور تقدیر پر سلسلہ احمدیہ کے نامور علماء کے مضامین مع دلائل درج ہیں۔ قیمت ۱ر رعایتی ۔ ملنے کا پتہ

محمد فخر الدین ملتانی مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان

اصلی ممیرا میریکا سرمہ ستِ سلاجیت

ممیرے کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلیفہ اول نے کی۔ اور سرمہ کی ترکیب انہوں نے ہی بتلائی ہے۔ اور فرمایا ہے "برائے امراض چشم بسیار مفید است"۔ ممیرے کی قیمت فی تولہ عہ اور سرمہ فی تولہ عہ

ستِ سلاجیت - فی تولہ عہ مقوی اعضائے رئیسہ مشتہی طعام قاطع بلغم ہمہ یا رح دافع بواسیر دق شیخوخیت قاتل کرم شکم بفقت سنگ گردہ اور درد مفاصل کے لئے مجرب ہے۔

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

حب اکسیر جنین

یہ گولیاں مولانا نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب المجرب ہیں جو گھر اسقاط حمل یعنی اٹھرا کی بیماری کی وجہ سے ویران تھے جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر دل کو پاش پاش کر دیتی تھی یا قبل از وقت حمل ضائع ہو جاتے تھے یا جن کے بچے پیدا ہونے کے بعد کچھ دن زندہ رہ کر فوت ہو جایا کرتے تھے اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے ناامید و مایوس ہو چکے تھے۔ اب وہ سب گھر ان گولیوں کے استعمال سے بھرے ہوئے ہیں قیمت فی تولہ عہ

نظام جان عبد الرحمن کاغانی قادیان ضلع گورداسپور

دارالامان میں قابل فروخت زمین

ایک قطعہ زمین ۲۲۶۲/۳ جو قصبہ دارالامان میں واقع ہے اور جس میں چار دیواری اور اندر کی دیواروں کے آثار دو دو فٹ چوڑے پختہ اینٹ اور روڑے کے بنے ہوئے ہیں اور ۱/۲ حصہ جس میں مکان کی کرسی سطح زمین سے اونچی کرنے کے لئے بھرتی پڑی ہے قابل فروخت ہے اس کے قریب ہی سفید زمین جس کی سطح اس سے دو فٹ پست ہے ساٹھ روپیہ مرلہ کے حساب سے فروخت ہوئی ہے۔ خریدکنندگان ماسٹر محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان سے خط و کتابت کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے

قاعدہ یسّرنا القرآن کی نسبت فرمایا ہے:۔ "رہ تعلیم اک تو نے بتا دی ۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی"

اس لئے احباب کو چاہیئے کہ اسی قاعدہ پر بچوں کو پڑھائیں۔ یہ قاعدہ ختم ہو گیا تھا اب چھپ کر آ گیا ہے۔ تمام درخواستیں صرف مصنف کے نام ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔ قیمت مکمل قاعدہ یعنی ہر دو حصہ ۴ر قیمت صرف حصہ اوّل ۲ر زیادہ تعداد کے خریداروں کو قیمت میں رعایت ہو گی۔

ملنے کا پتہ:۔ پیر منظور محمد۔ قادیان۔ پنجاب

سرحدی شورش

افغانوں کی پسپائی

شملہ ۱۰ جون - ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ جب سے ہمارے ہوائی جہازوں کے حملے بند ہوئے ہیں - افغانی فوجیں جو اس پاس کے دیہات میں منتشر ہو گئی تھیں - چھوٹے چھوٹے دستوں کی صورت میں جلال آباد واپس جارہی ہیں ۞

افغانوں کی واپسی

بیوار سے افغان فوجوں کی واپسی شروع ہو گئی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ انہیں لڑائی موقوف کر دینے کے متعلق احکام موصول ہوئے ہیں - ہمارا ٹوچی کا دستہ وزیریوں کے دیہات میں اب تک تادیبانہ کارروائی کر رہا ہے - ۹ جون کو ہمارا ایک خاص دستہ بغیر کسی مزاحمت کے جنڈولا میں پہونچا - قلعہ گیر فوج اچھی حالت میں تھی - اور اس کا بہت خفیف نقصان ہوا تھا - اس کا بیان ہے کہ ہم نے دشمن کو رائفلوں اور لوئس توپوں سے سخت سزا دی - بنوں اور ڈیرہ جات کے علاقہ میں بالکل سکون ہے ۞

افغانوں کی بد اخلاقی

شملہ ۱۰ جون - ہز اکسلنسی وائسرائے کی چھٹی جمعرات کے روز کابل کو دیہو بھیجی گئی تھی - اور وہ ایک پوری ذمہ داری رکھنے والے عمال کے حوالے کی گئی کہ وہ اسے کابل میں صحیح وسالم پہونچا دینے کا ذمہ لیں - اسی اثناء میں جلال آباد سے افغان فوج کی بڑہی ہوئی بد اخلاقی کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں ۞

کابل میں ایک اور تغیر

دوست محمد جو صالح محمد کی جگہ مقرر ہوا تھا - صالح کے چلے جانے کے بعد ہی کابل واپس آ گیا - اور کہا جاتا ہے - کہ کمان ایک بریگیڈیر مسمی نبی بخش کو دیگئی افواج کی بدنظمی اور بے قاعدگی جلد ہی کابل میں نیا رنگ دکھائیگی اور ایک مبصر اس شہر کو عنقریب ایک تھئیٹر کی صورت میں دیکھیگا ۞

مختلف خبریں

تنسیخ مارشل لار

لاہور سول رقبہ اور چھاؤنی سے مورخہ ۱۱ جون بروز بدھ نصف شب سے اور تمام دیگر جگہوں سے بروز سوموار بتاریخ ۹ جون نصف شب سے مارشل لار منسوخ کر دیا گیا ہے - البتہ ریلوے کی زمین میں ابھی مارشل لار جاری رہے گا ۞

سر علی امام وزیر اعظم دکن

رانچی کا ایک تار مظہر ہے کہ سر علی امام حیدر آباد کو عنقریب روانہ ہونگے - اور حضور نظام کی ریاست میں وزیر اعظم کے عہدہ پر سرفراز کئے جاوینگے -

ایڈیٹر وکیل کی گرفتاری

معلوم ہوا ہے کہ ۷ جون کو پولیس نے مولوی عبداللہ منہاس ایڈیٹر وکیل امرتسر کو گرفتار کیا - اور اسکے بعد انہیں لاہور لے آئی - ان پر ۹ - اپریل کے وکیل میں غلط اور سنسنی پھیلانیوالے واقعات کی اشاعت کا الزام ہے

ایڈیٹر پرتاب کو سزا

مہاشے کرشن ایڈیٹر اخبار پرتاب و (پرکاش) کو جن پر زیر دفعہ ۲۵ قانون تحفظ ہند واقعات دہلی کے متعلق غلط مضامین چھاپنے کا مقدمہ دائر تھا - ۱۸ ماہ کی قید سخت اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا دیگئی - اگر جرمانہ ادا نہ ہو تو چھ مہینے کی مزید قید ۞

لاہور کا مقدمہ بغاوت

لاہور کا مقدمہ بغاوت جسمیں لالہ ہرکشن لال - پنڈت رام بھجدت لالہ دنی چند - لالہ دہرم داس - ڈاکٹر گوکل چند اور سردار حبیب اللہ وغیرہ گیارہ ملزم ہیں - کمیشن نے اس عدالت خاص میں پیش ہو رہا ہے جس کے صدر مسٹر لیسلی جونز جج ہائیکورٹ پنجاب ہیں ۞

محمد علی اور شوکت علی قید خانہ میں

بمبئی ۱۱ جون - چھندواڑہ سے ۹ جون کا ایک تار مظہر ہے کہ علی برادران بیتول کے جیلخانہ میں بھیجدئے گئے ۞

ممالک غیر کی خبریں

عہدنامہ صلح پر ورسیلز میں نہیں تو برلن میں دستخط ہونگے

لنڈن ۳۰ مئی - مسٹر لائڈ جارج نے ویلز کے ایک ڈپوٹیشن سے بمقام ایمنز اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ جرمنوں نے صلحنامہ پر دستخط نہ کرنے کا اعلان کیا ہے - اور ہم نے اسکے جواب میں کہا ہے کہ "اگر تم ورسیلز میں دستخط نہیں کرو گے - تو برلن میں کرنے پڑینگے" وزیر اعظم نے کہا کہ ہم ہارینگے نہیں - دنیا کا مستقبل اس صلح پر جو جرمنی سے متعلق ہے منحصر ہے - اگر تمہارا برلن کو کوچ کرنا واجب ہے - اگر تمہاری رخصت منسوخ کی گئی ہے یا اگر انگلستان کو تمہاری روانگی میں تاخیر ہوئی ہے - تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ اس کا ذمہ وار صرف میں ہوں - پس تمہیں اب لڑائی کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے - جس دستاویز کی تحریر میں تم نے مدد دی تھی - اس پر مہر ثبت ہو جائے - اور دنیا بھر میں امن وامان قائم ہو جائے

انور پاشا اور طلعت پاشا

لنڈن ۲۹ مئی دار العلوم میں مسٹر سیسل ہامسورتھ نے کیپٹن آرمز بائیگو کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ انور پاشا اور طلعت پاشا کا مقام اقامت اسوقت تک نامعلوم ہے - لیکن گورنمنٹ کا ارادہ ہے - کہ دوران جنگ میں انہوں نے جو مظالم توڑے ہیں - انکی باعث انکی بازپرس کی جائے ۞

سلطنت عثمانیہ کے نمایندوں کو دعوت

(لنڈن ۵ جون) اخبارات کا بیان ہے کہ مجلس اربعہ نے سلطنت عثمانیہ کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے ترکی مفوضین کو مباحثہ میں شریک کرنے کی غرض سے بلایا ہے ۞

تباہی خیز زلزلہ

ولندیزی مشرقی جزائر الہند میں ۵۱۰۰ اشخاص بھونچال کا شکار ہوئے ہیں ۞

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شایع ہوا)